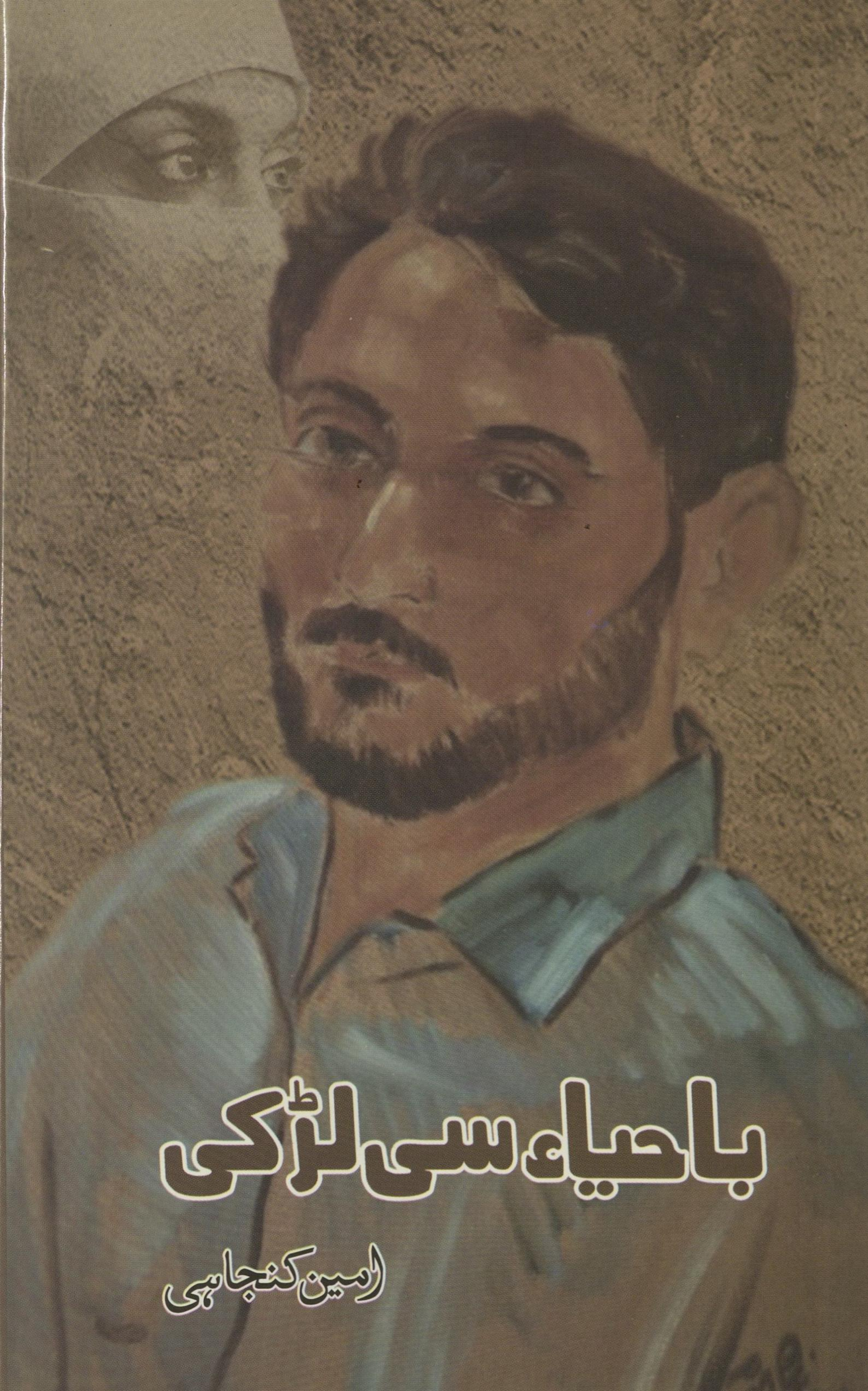


باحیاء سی لڑکی

امین کنجاہی

زندگی میں اس قدر محرمیاں ہم کو ملیں

سامنے ہوتے ہوئے بھی دوریاں ہم کو ملیں

بے گناہی کا میری بنتا نہیں کوئی گواہ

سب کے چہروں پہ لکھی مجبوریاں ہم کو ملیں

اتنی جلدی ٹوٹ سکتے تو نہیں یہ واسطے

جس طرح ٹوٹی ہوئی کچھ چوڑیاں ہم کو ملیں

پیار کرنے کا چلو کچھ تو صلہ ہم کو ملا!

جس طرف بھی ہم گئے رسوائیاں ہم کو ملیں

خودشناسی کرنے بیٹھے ہم جو اپنی ذات کی

اپنے ہی کردار میں کمزوریاں ہم کو ملیں!

باحیاسی لڑکی

امین کنجاہی

حق پبلی کیشنز

A-2 سید پلازہ چیٹرجی روڈ، اُردو بازار لاہور

فون:7220631، موبائل: 0300-9422434

یا اللہ! تیرا شکر ہے۔

''رحمتیں، برکتیں، وسعتیں''

ناشر: عدیل حق، محمد اجمل

نام کتاب	:	باحیا سی لڑکی
شاعر	:	محمد آصف امین منہاس
تاریخ پیدائش	:	18 فروری
مارکیٹنگ	:	شہباز احمد 0301-7993805
اشاعت	:	2012ء
سرورق	:	صدیق فخر
کمپوزنگ/ ڈیزائننگ	:	فخر کریٹو سنٹر، اسلام آباد 0334-5085455
لیگل ایڈوائزر	:	عامر وہاب اعوان (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)
مطبع	:	زین نعمان پرنٹنگ پریس
تعداد	:	1000
قیمت	:	-/120 روپے

e-mail:- a.amin1961@gmail.com

انتساب

خدیجہ اور آمنہ کے نام......!!

2013

1000

120

فہرست

ابتدائیہ

زندگی میں بہت سارے ابتدائیے پڑھے اور بہت سارے چھوڑ دیئے کہ وہ بہت طویل تھے مگر آپ ایسا مت کیجیے گا۔ کیونکہ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا اور ہاں صفحات بھی مت گنیے، بہت کم ہوں گے۔ آپ سے بات کرنی ہے اور وہ بھی مختصر۔ شاعری بالکل ایک نشے کی مانند ہوتی ہے۔ مجھے بھی یہ نشہ بچپن میں ہی لگ گیا تھا اور آج تک چل رہا ہے، شاید مرتے دم تک چلتا رہے گا۔ شاعری میرے خیال میں ذات کے اندر کا رنگ ہوتی ہے اور شاید جو لوگ عاشق مزاج ہوتے ہیں، ان کے لیے شاعری خون کا کام کرتی ہے اور عشق کو زندہ رکھنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

قارئین کرام! میری شاعری میں آپ کو دل کی کیفیت ملے گی، جب آپ شاعری پڑھیں گے، آپ کو اپنا آپ تلاش کرنے میں مدد ملے گی۔ میں نے فقط اپنے دل کے خیال کو شاعری میں پیش کیا ہے۔ جس میں اس کے ساتھ ساتھ آپ کو اس میں محبت کا عکس بھی ملے گا۔ میری شاعری اصل میں اپنی ذات کی شاعری ہے، جس میں میں نے اپنی زندگی کے نشیب و فراز پیش کئے ہیں۔

عشق میں فراق نہ ہو تو عشق نامکمل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ہے کہ میں آج تک مسلسل فراق کی کیفیت میں زندگی بسر کر رہا ہوں۔ یہ کتاب میری ذات کا وہ حصہ ہے جو ابھی تک میرے اپنے پیاروں سے اوجھل رہا ہے یا پھر وہ میرے اس رنگ کو نہ دیکھ پائے،

جس میں کاسنی درد اور بسنتی خوشی کے بہت سارے رنگ آپ کو ملیں گے اور پھر ان رنگوں کی قوسِ قزاح سے میری ذات تک پہنچنے میں آپ کو آسانی ہو گی۔ اس کتاب میں میں نے اپنے آپ کو تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اب پتا نہیں ہے کہ میں اس میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں۔ یہ تو بہر حال فیصلہ آپ ہی کریں گے۔

آخر میں میں اپنے اُن پیاروں کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جن کی بدولت میں آج صاحبِ کتاب ہوا۔ ان میں میری بہت ہی قابلِ احترام ہستی اور دوست امثل احد کا بے حد مشکور رہوں گا، جن کے تعاون کے بغیر آج آصف امین، امین کنجاہی نہ ہوتا۔ ان کے علاوہ احمد لطیف میرے بابا جی، بریگیڈیئر محمد علی غوری، سکندر غوری اور ڈاکٹر حبیب الرحمٰن، ریاض الکریم اور یارِ خاص احمد علی غوری کا بھی مشکور رہوں گا۔ میرے ساتھ بڑے بھائی شفقت منہاس کی شفقت بھی میرے ساتھ رہی اور آخر میں استاد محترم منیر صابری کنجاہی میرے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوئے، جن کی وجہ سے یہ کتاب آپ لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔

سوچ لو یہ وقت واپس آ نہیں سکتا کبھی
تم چلو گے یا میرے سنگ راستہ رہ جائے گا

فقط

دعاؤں کا طالب

امین کنجاہی

28-03-2012

تعبیروں کا سفر

مدتوں پہلے شہر کی سڑکوں پر آوارہ گردی کرتے اور ریڈیو پاکستان کے دریچوں میں منزلوں کی آرزو کرتے میں نے اور آصف امین نے کرچی کرچی ہوتے ہوئے کئی خواب چنتے ہوئے ہاتھ زخمی کیئے۔

ہم تو ہاتھوں کو ملتے تعبیروں کی دھن میں شہر کی گرد میں گم ہو گئے مگر امین کنجاہی نے سفر جاری رکھا۔

اس نے سفر کی اذیت کو محسوس بھی کیا اور لفظوں میں ڈھالا بھی۔

کتنے حسین لوگ نظر سے گزر گئے
آنکھوں کے راستے میرے دل میں اُتر گئے

حساس ہونا ایک فطری عمل ہے مگر اس واردات کو لفظوں میں پرو دینے کو شاعری کہتے ہیں۔ امین کنجاہی فطرتاً شاعر ہے۔

پھولوں کی جگہ ہم نے کانٹے ہی سمیٹے ہیں
یہ اپنی محبت ہے یہ پریم کہانی ہے

دُکھ سانجھے ہوتے ہیں مگر ان کا اظہار ہمیں دوسروں سے ممتاز کرتا ہے۔

کیا میری محبت کو تم بھی مان پاؤ گے
یا پھر مجھے ہمیشہ تم اس طرح رُولاؤ گے

امین کنجاہی کی وارداتِ عشق میں کسی حد تک میں شریک رہا اور بقول شخصِ رقیب روسیا

ہونے کا اعزاز بھی پایا مگر حاصلِ عشق فقط اذیت ہی رہی۔

اذیتیں اور مصیبتیں ہمیں لے ڈوبیں مگر امین انہیں کو پتوار بنا کر نئی منزلوں کی طرف رواں دواں رہا۔ ہم جسے عذاب سمجھ کر ہمت ہارتے رہے، وہ انہی کو اسباب سفر بنا کر نئی منزلوں کی جانب سفر کرتا رہا۔ وہ اپنی محرومیوں کو لفظوں کا روپ دیتے ہوئے خود بھی رنجیدہ ہو جاتا ہے۔

اک عمر لگی جس میں سماتے ہوئے مجھ کو
جب آنکھ کھلی خواب سے زیادہ تو نہیں تھا

لفاظی، علامات اور مشکل پسندی کا قائل نہیں، وہ اظہار کرتا ہے اور لفظ شعروں کا روپ دھار لیتے ہیں۔

وہ تنہائی کا شکار ہے اور شہر کے ہنگاموں میں خود کو اکیلا اور تنہا محسوس کرتا ہے۔ کبھی کبھی تو یوں لگتا ہے جیسے وہ اذیت پسند ہے۔ اپنے آپ کو اذیت دے کر سکون محسوس کرتا ہے۔

تمہارے سات بھلا اختلاف کیا کرتے
ہم اپنے آپ کو اپنے خلاف کیا کرتے

برسوں اور آج جب اس کی شاعری پر لکھنے بیٹھا ہوں تو احساس ہوتا ہے کہ امین کنجاہی جیت گیا۔ ہم زخمی ہاتھوں کی مرہم تلاش کرتے رہے اور وہ انہی زخمی ہاتھوں کو علامت بنا کر منزلوں کا نشان بن گیا۔

ڈاکٹر حبیب الرحمٰن

کچھ جگنو کچھ تارے

شاعری، مصوری، موسیقی اور رقص یہ ایسے فنون ہیں جن کا تعلق طبع انسانی سے ہے اور یہ جذبہ ہر ایک کی طبیعت میں رکھا ہے۔ لگتا ہے یہ جذبہ آصف امین کے اندر چنگاری کی صورت تھا جو آہستہ آہستہ چمک اٹھا۔

باحیا سی لڑکی آصف امین کنجاہی کی خوبصورت کاوش کو میں نے پیار سے دیکھا، اس کی مبادیات پر تبصرہ میرے بس کی بات نہیں، ہاں اس کے محاسن کی شہادت لازم ہے۔

امین کنجاہی اہل قلم کو دعوتِ فکر دے رہا ہے اور اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو منوانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ تخلیق پر تنقید برائے اصلاح ہو تو آسمانِ ادب پر ست رنگی پینگ کا نظارہ ہے۔

میرے خیال میں قاری کو اس امر کی طرف دھیان دینا چاہیے کہ مصنف نے تحقیقی لمس سے صفحۂ قرطاس پر جو گل گدہ کھلایا ہے، اُس کی خوشبو روح اور دل کی دنیا مُعطر کرتی ہے کہ نہیں۔ تمنا کی مرجھائی ہوئی کلیوں کو شگفتہ پھول کا روپ ملتا ہے کہ نہیں۔

کیا اس بے حسی کے دور میں برنگ دیوالی کوئی دردمندی کے چراغ روشن کئے ہیں کہ نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ مسودے کی ورق گردانی سے مسرت کی خوبصورت لہریں بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ اثری لہریں اُٹھ اُٹھ کر شعور اور لاشعور کے ہر گوشے کو محوِ رقص کر رہی ہیں۔

باحیا سی لڑکی کی ورق گردانی سے یہ بات دل کی دنیا مہکا گئی کہ موج خیال تلاطم پر ہو تو ایسی

شاعری تخلیق ہوتی ہے۔

آصف امین کنجاہی جہاں غزل میں ایک رومانی شاعر نظر آتے ہیں وہاں غزل میں ایک مبلغ انسان دکھائی دیتے ہیں اور اپنی غزلوں کو محدودیت کے دائرے میں سمیٹنے نہیں دیا بلکہ لامحدود حیثیت بخشی، عشق اور حسن کی کسک کو بڑے ہی سلیقے سے پیش کیا اور غزل کی نغمیت پر اپنی ساری توجہ مذکور رکھی۔ انہوں نے ذہنی الاؤ میں آگ اور راکھ کے لطیف سنگم سے وہ کام لیا جو سطح بین شعرا کے بس کی بات نہیں۔

میرے خیال میں امین کنجاہی صاحب کہیں پر بھی عالمانہ بحث کی لپیٹ میں نہیں آئے اور نہ ہی لفظوں کے گورکھ دھندے کی زد میں......!!

طبع کی روانی راہ روے خیال کی نگہداشت پر مامور رہی، ایک نقطے کے گرد دائرہ در دائرہ محیطوں کی فصیلوں پر کھڑے محافظِ خیال نقطے کی گہرائی گیری سمجھنے تک ساتھ دیتے رہے۔

امین کنجاہی صاحب نے جبینِ قرطاس پر خوشیوں کی ایسی بشارتیں درج کیں جو قاری کی روح تک اُتر گئیں۔

منیر صابری کنجاہی

19-03-2012

حمد

کتنا اُونچا مقام ہے تیرا
ہر جگہ بس کلام ہے تیرا
یہ کوئی میکدہٗ نہیں لیکن
آنکھیں تیری ہیں جام ہے تیرا
جو بھی آیا ہے اُس نے جانا ہے
بس فقط اِک دوام ہے تیرا
میرے کہنے سے کچھ نہیں ہوتا
سب کے ہونٹوں پہ نام ہے تیرا
ہم تو کرتے رہے گناہ بڑے
معاف کر دینا کام ہے تیرا

☆☆☆

نعت

مدینے میں حبیب پاک کا دربار دیکھیں گے
گلی کوچوں میں گھومیں گے، گُل و گلزار دیکھیں گے
زمانے کے طبیبوں نے مجھے مایوس کر ڈالا
میری بیماری دل کو بس اب سرکار دیکھیں گے
محبت میں رسولِ پاکؐ کی جو لوگ سچے ہوں
کسی میدان میں بھی وہ کبھی نہ ہار دیکھیں گے
زباں خاموش آنکھوں سے رواں اشکِ ندامت ہوں
بہت سے لوگ آپ ایسے سرِ دربار دیکھیں گے
یہ پہلی نعت ہے اپنی امین اُنؐ کی عقیدت میں
ہمارے پیار کا وہ اب یونہی اظہار دیکھیں گے

☆☆☆

بکھر رہی ہے میری ذات اُس سے کہہ دینا
بڑی کٹھن ہے میری رات اس سے کہہ دینا
تمہاری گود میں سَر رکھ کہ میں نے سونا تھا
نہ پوری ہو سکی یہ بات اُس سے کہہ دینا
میں اپنے آپ ہی پسپا ہُوا محبت میں
ہوئی نہیں ہے مجھے مات اُس سے کہہ دینا
گر تمہاری ذات کی جانب اُٹھی کوئی اُنگلی
میں کاٹ دوں گا وہی ہاتھ اُس سے کہہ دینا
تعلقات میں یوں بے رُخی نہیں اچھی
کبھی تو بدلیں گے حالات اُس سے کہہ دینا

☆☆☆

شکست

لو کھیل وفا کا ختم ہوا
لُو ہم نے بازی ہاری ہے
جس لڑکی سے تھا پیار ہمیں
وہ لڑکی اب بھی پیاری ہے
اس سارے قصے میں اُس کا
ہاں رَتی برابر دوش نہیں
کیوں ہم سے سب کچھ پوچھتے ہو
ہم کو تو اپنا ہوش نہیں
اس کھیل میں ایسا ہوتا ہے
جو دل دے دے وہ روتا ہے
اَب اپنا بھی یہ حال ہُوا
دِل چلنا بھی دشوار ہُوا
خوابوں کے در یچے بند ہوئے

لو ہم بھی ضرورت مند ہوئے

اُس بھولی صورت کی خاطر

جو وعدہ وفا نہ کر پائی

ماحول کی چکی میں پس کر

حالات کے ہاتھوں دفن ہوئی

لو اپنی کہانی اب یارو

اس موڑ پہ آ کے ختم ہوئی

کوئی بھی یہاں دل دار نہیں

دِل دینے کو تیار نہیں

یہ پیار کا دھندہ جھوٹا ہے

یہ جیون پھندا جھوٹا ہے

ہر اک سے رشتہ ٹوٹا ہے

☆☆☆

نظم

بڑے دنوں کے بعد

ہوئیں جب نظریں چار

تو میرے یار

بکھری یادوں کا اک پھول کھلا

اس پھول کی بھینی خوشبو میں

اک یاس بھرا پیغام ملا

جو میں نے تیری آنکھوں کی تحریر پڑھی

تو ایسا لگا

تو اب بھی میرے پیار

کی ٹھنڈی آگ میں جلتی رہتی ہے

اور دھیرے دھیرے دل

میں مجھ کو کہتی ہے

میں تجھ سے پیار نبھاؤں گی

مر جاؤں گی

اب حال ہوا بے حال اپنا

دل دار تمہاری فرقت میں

☆☆☆

دورانِ خوں رکاوٹ ہو رہی ہے
بڑی دل کو تھکاوٹ ہو رہی ہے
یہ جو کچھ دیکھتے ہیں سب ریا ہے
جہاں بھر میں ملاوٹ ہو رہی ہے

☆☆☆

تم سے آنکھ ملائیں پھر
جیتے جی مر جائیں پھر
سچ کی راہ راس نہ آئی
جھوٹ کی راہ اپنائیں پھر
جیون تو ہے جادو نگری
اِس میں کھو نہ جائیں پھر
جن خوابوں میں تو نہ آئے
ایسے خواب نہ آئیں پھر
سب نے منہ پہ خول چڑھائے
آنکھیں دھوکہ کھائیں پھر

☆☆☆

ہمارے پیار میں یوں تشنگی رہے باقی
ملیں نہ پھر بھی مگر دوستی رہے باقی
بڑا کٹھن ہے سفر زیست کا مگر پھر بھی
دُعا یہی ہے تیری زندگی رہے باقی
چلو یہ بیٹھ کے اک عہد ہم امین کریں
رہے نہ ظلم کہیں روشنی رہے باقی

☆☆☆

زمین ایک ہے اور آسمان کتنے ہیں
میرے وجود کے اندر جہان کتنے ہیں
کریں وہ جتنے ستم ، ہم انہیں نہ روکیں گے
یہ دیکھنا ہے کہ وہ مہربان کتنے ہیں
تمام عمر اسی جستجو میں گزری امین
پتا چلے تو سہی امتحان کتنے ہیں

☆☆☆

حقیقت کا بیاں ممکن نہیں ہے
تشدد پہ فغاں ممکن نہیں ہے
لگے ہیں میرے چاروں اَور پہرے
کھلے کیسے زباں ممکن نہیں ہے

☆☆☆

گر تم سے نہ مل پائیں گے
ہم جان سے جاناں جائیں گے
یہ شخص بڑا ہی اچھا تھا
سب لوگ یہی فرمائیں گے

☆☆☆

ایسے تو معرفت نہ ملے گی تمہیں امین
راتوں کو جاگ جاگ کر عرفان ڈھونڈنا

☆☆☆

جب بھی میں یاد تجھے کرتا ہوں
اپنی محرومیوں پہ جلتا ہوں
اور تیری یادوں سے روشنی لے کر
اپنے خوابوں میں رنگ بھرتا ہوں
زندگی کیسے ہم گزاریں گے
ان ہی سوچوں میں روز مرتا ہوں
اتنا خائف کیا ہے لوگوں نے
اپنے سائے سے بھی میں ڈرتا ہوں
تجھ سے ملنے کے واسطے جاناں
کتنی مشکل سے میں گزرتا ہوں

☆☆☆

آنکھ اس کی گلاب جیسی تھی
دیکھنے میں کتاب جیسی تھی
پردہ چہرے پہ تھا نہیں پھر بھی
صورت اس کی حجاب جیسی تھی
جونہی آنکھوں نے جام چھلکائے
حالت میری شراب جیسی تھی
کتنے پیاسے کھڑے تھے رستے میں
وہ جو لڑکی سراب جیسی تھی

☆☆☆

میں لفظ لفظ لکھوں لکھ کے پھر مٹاتا رہوں

میں اس سے روز ملوں مل کے پھر چھپاتا رہوں

وہ خواب خواب سا چہرہ جو مجھ سے ملتا ہے

وہ مجھ سے باتیں کرے اور میں بتاتا رہوں

یہ ایک جان میری اُس کے نام سمجھو تم

حیات ملتی رہے اور میں گنواتا رہوں

میں اسکے آگے چلوں راستے کو صاف کروں

جہاں جہاں بھی وہ جائے میں ساتھ جاتا رہوں

تسلیوں سے کسی کو سکوں نہیں ملتا

وہ مجھ سے وعدے کرے اور میں نبھاتا رہوں

☆☆☆

جو ہو تمہاری رضا وہ بھی تم بتا دینا
میں خط لکھوں گا تمہیں تم مجھے پتا دینا

یہ لوگ سخت ہیں کتنے میں کیا بتاؤں تمہیں
تم اپنی آنکھوں میں مجھ کو ذرا چھپا دینا

جو زندگی میں کبھی میں نہ تم کو مل پاؤں
تو اپنے دل سے میری یاد بھی بھلا دینا

میرے وجود کے جو تو نے قرض اتارے ہیں
جہاں والوں کو نہ ان کا تم پتہ دینا

ہمارے ملنے میں جو فاصلے ابھی تک ہیں
جو ہو سکے کبھی ممکن تو تم مٹا دینا

☆☆☆

ہوا کے دوش پہ لکھے ہوئے پیام ملے
نہ جانتے تھے جنہیں ان کے بھی سلام ملے
جو نااہل تھے زمانے کی نگاہوں میں
تمہاری بزم میں ان کو بڑے مقام ملے
تمام عمر رہے ہم محبتوں میں گھرے
تلاش جن کی تھی نہ ہم کو نیک نام ملے
میں ڈھونڈتا ہی رہا عمر بھر خیالوں میں
حقیقتوں میں مجھے تیر درو بام ملے

☆☆☆

میں ٹوٹ پھوٹ کے بکھرا تو وہ یہ پہچانے
میرے وجود کے اندر تھے اس کے افسانے
ابھی تو ساتھ ہے میرے نہ جانے پھر بھی کیوں
ڈرا رہے ہیں مجھے آ کے خوف انجانے
میں جن کو ساز سمجھتا تھا دل کی دھڑکن کے
خبر نہیں تھی کہ ہوں گے وہ بھی بیگانے
یہ میرا شوق تھا یا اس کو مجھ سے الفت تھی
نہ سمجھا میں ہی جسے اور کوئی کیا جانے

☆☆☆

خزاں رسیدہ تنوں نے بہار پائی ہے
میرے لیے بھی وہ شاید قرار لائی ہے
نجانے کیسے میں پہنچوں گا تم تلک جاناں
میرے تو رستے میں گردو غبار چھائی ہے
جسے بھی دیکھا وہ چپ چاپ پا گیا منزل
نہ جانے کیوں میری راہ میں دیوار آئی ہے
تمہارا جانا میرے واسطے نیا تو نہیں
یہ چوٹ دل نے میرے بار بار کھائی ہے
سکوں تلاش کیا پر مجھے سکوں نہ ملا
میری تو زیست تیرے گھر پکار آئی ہے

☆☆☆

بچھڑ کے تجھ سے بہت ہم نے حسرتیں پائیں
قریب رہ کے بھی الفت میں نفرتیں پائیں
خلوصِ دل پہ میرے اعتبار کون کرے
جسے بھی دیکھا اسے خود سے وحشتیں پائیں
تمہارے آنے سے کچھ اطمینان لگتا ہے
کبھی نہ دل نے میرے اتنی الفتیں پائیں
تمہارے پیار میں دیکھو ہو کیا نصیب ہمیں
محبتوں میں کہاں سب نے عظمتیں پائیں

☆☆☆

جب بھی آنگن میں بجی شہنائی
جانے کیوں مجھے تیری یاد آئی
عمر بھر کا نباہ کرنے کو
رہ گئی اپنے ساتھ تنہائی
اس نے دیکھا تو منہ پھیر لیا
گو کہ پہلے بھی تھی شناسائی
ایک جیون ملا تھا جینے کو
پر یہ دنیا نہ ہم کو راس آئی

☆☆☆

یہ مقدر کی بات ہے یارا
میرے راستے میں رات ہے یارا
میرے اندر کو تو نہ جان سکا
ایک مدت سے ساتھ ہے یارا
میری دنیا کے روز و شب میں بھی
ہر جگہ تیری ذات ہے یارا
تو ہی گر جب نہ مل سکا مجھ کو
عمر بھر مجھ کو مات ہے یارا
تیرا چہرہ بتا رہا ہے مجھے
زندگی میں ثبات ہے یارا

☆☆☆

کتنے حسین لوگ نظر سے گزر گئے
آنکھوں کے راستے میرے دل میں اُتر گئے

وعدے تو اُس نے مجھ سے کیے تھے بہت مگر
ٹوٹے کچھ اس طرح سے کہ موتی بکھر گئے

اچھا ہوا کہ تم نے مجھے غم زدہ کیا
اس طرح میرے دل کے زخم تو نکھر گئے

ہر راستے پہ مجھ کو تمہارا گماں رہا
وہ جو تھے میرے دل کے نہ جانے کدھر گئے

ایسا کسی کے ساتھ نہ کوئی حادثہ ہوا
سوچے تھے جتنے ہم نے وہ ارماں بکھر گئے

☆☆☆

محبتوں میں بھی ہونے لگے حساب آخر
وہ ہم سے روٹھ کے کرنے لگے حجاب آخر
کیے تھے میں نے جو اُن سے محبتوں پہ سوال
خدا کا شکر ہے آنے لگے جواب آخر
تمہاری یاد میں جو میں نے دن رات گزار دیئے
اب اُن دنوں کے بھی ملنے لگے ثواب آخر
انھی کی بزم میں اب زندگی گزاریں گے
اسی خیال میں تکنے لگے خواب آخر
نہ جانے کون سی اک بات میری اچھی لگی
وہ خود بخود ہی اٹھانے لگے نقاب آخر

☆☆☆

محبت میں ستم کھائے بہت ہیں
بچھڑ کر یاد وہ آئے بہت ہیں
نہیں ہے جس سے میرا کوئی تعلق
اُسی کی یاد کے سائے بہت ہیں
مقدر کا نہیں کچھ دوش اس میں
امین اُس نے ستم ڈھائے بہت ہیں

☆☆☆

محبتوں کا وہ بادل تو چھٹ گیا ہو گا
تیرا وجود بھی حصوں میں بٹ گیا ہو گا

سفرِ زیست اگرچہ بڑا ہی مشکل تھا
تمہاری یاد کے سائے میں کٹ گیا ہو گا

کیا تھا جس کو شریک سفر محبت میں
وہ آدھی راہ سے آ کر پلٹ گیا ہو گا

تمام عمر جو پردہ رہا مروت کا
کسی کے کہنے سے پہلے ہی ہٹ گیا ہو گا

امین پہنچا نہ منزل تلک مکمل کیوں
غیور عشق تھا غیرت پہ ڈٹ گیا ہو گا

☆☆☆

جب روح سے جسم جدا ہو گا
پھر سامنے بس خدا ہو گا
اس سے زیادہ عذاب کیا ہو گا
جانتا ہوں جواب کیا ہو گا
جو لُوٹ کے گھر نہیں آیا ہے
اس شخص کے گھر میں کیا ہو گا

☆☆☆

خرد میں جنوں نہیں ملتا
عشق میں سکوں نہیں ملتا
جب ملے گا تو اُس سے پوچھوں گا
جانے وہ مجھ سے کیوں نہیں ملتا
مجھ سے کچھ خفا سا لگتا ہے
ہر کسی سے تو یوں نہیں ملتا

☆☆☆

کیا میری محبت کو تم بھی مان پاؤ گے
یا پھر مجھے ہمیشہ تم اس طرح رُلاؤ گے

☆☆☆

تمہارے سات بھلا اختلاف کیا کرتے
ہم اپنے آپ کو اپنے خلاف کیا کرتے

☆☆☆

ہم لوگ زندگی کی سحر ڈھونڈتے رہے
گردِ سفر میں رخت سفر ڈھونڈتے رہے
جو آدمی کو پیار کا اسلوب دے سکے
ایسا ہی کوئی دل میں ہنر ڈھونڈتے رہے
میری وفاؤں کا جسے دل سے یقین ہو
ایسا ہی کوئی سادہ بشر ڈھونڈتے رہے
اس نے پلٹ کے دیکھا تھا اک دفعہ امین
پھر اس کے بعد ہم وہ نظر ڈھونڈتے رہے

☆☆☆

دھوپ ملتی ہے یہاں سب کو گھٹا سے پہلے
رہزن ہم کو ملے راہنما سے پہلے

میں بصد عجز یہ کہتا ہوں سبھی سے یارو
میری اللہ نے سن لی ہے دعا سے پہلے

زخم دیتے ہوئے جو اور حسیں لگتا ہے
روکنا اس کو نہ تم اس کی جفا سے پہلے

ہے اگر اس کو محبت تو یہ لازم ہے امین
بات نہ کرنا کوئی اس کی رضا سے پہلے

☆☆☆

زندگی سے بھری اک ادا چاہیے
مجھ کو جیون میں تیری وفا چاہیے
دوستوں کی دعاؤں کا طالب نہیں
تیری رحمت مجھے بس خدا چاہیے
پھول کی پنکھڑی کی طرح سے ہے وہ
اُس کے ہاتھوں میں رنگِ حنا چاہیے
سانس لینا بھی اب تو ہوا ہے کٹھن
زندہ رہنے کو تازہ ہوا چاہیے

☆☆☆

خود کو جیون سے بدگمان دیکھا
شہر نوریں دھواں دھواں دیکھا

وقت رخصت عجیب لمحہ تھا
پھر نہ ایسا کبھی سماں دیکھا

زندگی کے اداس صحرا میں
عشق کا قافلہ رواں دیکھا

سجدے آنکھوں نے سارے کر ڈالے
تیرا نقشِ قدم جہاں دیکھا

تجھ سے ملنے پہ بارہا میں امین
سوچتا ہوں تجھے کہاں دیکھا

☆☆☆

وقت آنکھوں کی رہ گزر میں تھا
وہ میرے خواب کے نگر میں تھا
ڈھونڈتے پھر رہے تھے لوگ اُسے
جو میرے دل کے سونے گھر میں تھا
لوگ سب ہو گئے تھے گرویدہ
جانے کیا حُسن اس نظر میں تھا
کتنی اُفتاد جاں پہ جھیل گیا
ایسا بھی حوصلہ بشر میں تھا
اتنی جلدی بچھڑ گیا وہ امین
جو ابھی پیار کے سفر میں تھا

☆☆☆

زندگی میں اس قدر محرومیاں ہم کو ملیں
سامنے ہوتے ہوئے بھی دوریاں ہم کو ملیں
بے گناہی کا میری بنتا نہیں کوئی گواہ
سب کے چہروں پہ لکھی مجبوریاں ہم کو ملیں
اتنی جلدی ٹوٹ سکتے تو نہیں یہ واسطے
جس طرح ٹوٹی ہوئی کچھ چوڑیاں ہم کو ملیں
پیار کرنے کا چلو کچھ تو صلہ ہم کو ملا!
جس طرف بھی ہم گئے رسوائیاں ہم کو ملیں
خود شناسی کرنے بیٹھے ہم جو اپنی ذات کی
اپنے ہی کردار میں کمزوریاں ہم کو ملیں!

☆☆☆

وہ ملے گا مجھ سے اور مل کے جدا ہو جائے گا
کیا خبر تھی ایک دن وہ بھی خفا ہو جائے گا

زندگی جس کے لیے تھی وہ بھی نہ اپنا رہا
اب فراقِ یار میں جینا سزا ہو جائے گا

لمحہ لمحہ یاد تیری جی میں آتی ہے میرے
جسم میرا اب تو اک بجھتا دِیا ہو جائے گا

عارضی دشواریاں حائل ہیں اپنے درمیاں
ہم ملیں گے جانِ جاں، وعدے وفا ہو جائے گا

فکر نہ کرنا کوئی تم میرے مرنے پر امین
قرضِ جاں جتنا ہے وہ سارا ادا ہو جائے گا

☆☆☆

تمام عمر جو دیتا رہا سزا مجھ کو
کبھی تو یاد کرے گا وہ بے وفا مجھ کو
میں اب بھی زیست کی سچائیوں پہ قائم ہوں
یہ اور بات کہ سب دے گئے دغا مجھ کو
کھلے ہیں پھول محبت کے ریگ زاروں میں
تو کب یہ آ کے چُنے گا ذرا بتا مجھ کو

☆☆☆

گو نظروں سے تو اُوجھل ہے دھڑکتا ہے وہ دل میں
اُس شخص کی ہر ایک ادا سب سے جدا ہے
میں اپنے طریقے سے وفا اُس سے کروں گا
جو اُس کا طریقہ ہے وہ میری سزا ہے
جو آگ لگی ہے میرے تہہ خانہ دل میں
اُس آگ کی شدت کا گواہ میرا خدا ہے
صد شکر کے بھولا نہیں اوقات میں اپنی
اب تک جو ملا ہے وہ میری حد سے سوا ہے
ملتا ہے وہ چہرے پہ سجا کر یوں اُداسی
جیسے وہ میری ذات کے حصے سے جدا ہے

☆☆☆

ترے دِل تک یوں مدعا پہنچے
میں نہ پہنچوں میری صدا پہنچے

اتنی حدت ہے پیاسے موسم میں
دیکھئے کب کوئی گھٹا پہنچے

تری یادوں کے پھول کھلتے ہی
خواب آنکھوں میں میری آ پہنچے

فاصلے پیار کے مٹانے میں
کتنی صدیوں پہ بات جا پہنچے

اپنی کشتی کو خود چلانا امین
جب تلک کوئی ناخدا پہنچے

☆☆☆

روح کی ناؤ ڈوب جانی ہے
اپنا جیون تو بہتا پانی ہے
میرے دل میں اُتر کے دیکھو تم
کتنا سندر جہانِ فانی ہے
چند لمحوں کی بات ہے جاناں
پھر یہ اُمید ٹوٹ جانی ہے
میں مقدر کو دوش دے لوں گا
اپنی آہوں بھری کہانی ہے
ساتھ تو کوئی بھی نہیں دیتا
سب نے تقدیر خود بنانی ہے

☆☆☆

نئے جیون میں ڈھلنا چاہتی تھی
وہ خوشبوں میں کِھلنا چاہتی تھی
زمانے کی جفاؤں کے سبب سے
فقط خوابوں میں ملنا چاہتی تھی
ہوا تھا جب میں رخصت رو پڑی تھی
وہ میرے ساتھ چلنا چاہتی تھی
گھٹن تھی ایسی اُس کی زندگی میں
جہاں سے وہ نکلنا چاہتی تھی
اور دِیا بن کر محبت کا امینؔ
میری آنکھوں میں جلنا چاہتی تھی

☆☆☆

مجھے تھا پیار مگر اُس کو مجھ سے پیار نہ تھا
کہا تو کرتا تھا لیکن وہ میرا یار نہ تھا
نہ میں نے دیکھا تھا اُس کو نہ اُس نے مجھ کو کبھی
یہ ایسا پیار تھا جس میں کوئی بیوپار نہ تھا
میں اُس سے کیسے یہ کہتا کہ تم نہ جاؤ دوست
یہ ایسا کام تھا جو میرے اختیار نہ تھا
کیا تو کرتا تھا باتیں بڑی محبت کی
نہ جانے پھر بھی اُسے مجھ پہ اعتبار نہ تھا

☆☆☆

کٹے گی عمر میری تیری جستجو کرتے
کبھی تو ملنے کی تم مجھ سے آرزو کرتے

ہزاروں باتیں ہوئیں پر نہ تم کو دیکھ سکے
کبھی تو خود کو میرے تم بھی رُوبرُو کرتے

میرے خیال کے سب آئینوں کو توڑ دیا
میرے خلوص کی تم کچھ تو آبرو کرتے

یہ تیرا طرزِ تکلم نیا نیا سا لگے
سنا نہ ایسے کبھی تم کو گفتگو کرتے

☆☆☆

وہ چہرہ آنکھ سے دِل میں اُتر گیا ہو گا
ملن کی رات کا دریا بپھر گیا ہو گا

☆☆☆

قطعہ

یوں چھوڑ کے جائے گا ارادہ تو نہیں تھا
وہ میرا رہے گا کوئی وعدہ تو نہیں تھا
اک عمر لگی جس میں سماتے ہوئے مجھ کو
جب آنکھ کھلی خواب سے زیادہ تو نہیں تھا

☆☆☆

تیرا پھول سا چہرہ دیکھا ہے
ہونٹوں پہ پہرہ دیکھا ہے
ہم عشق کی بازی ہارے ہیں
ہاں زخم تو گہرا دیکھا ہے

☆☆☆

یہ دل پگلا دیوانہ تھا
اک لڑکی سے یارانہ تھا
پھر پیار میں ہم ناکام ہوئے
بس اتنا سا افسانہ تھا

☆☆☆

بڑی محرومیاں بڑھنے لگی ہیں
دلوں میں دوریاں بڑھنے لگی ہیں
قطع میں کیسے کروں اُن سے تعلق
میری مجبوریاں بڑھنے لگی ہیں

☆☆☆

عمران خان کے نام

خان خان پاکستان......

تجھ سے ہی ہے اپنی شان

خان خان پاکستان......

جس نے بھی کچھ کام کیا ہے

قوم نے اونچا نام کیا ہے

خان خان پاکستان......

ہر دل کی آواز یہی ہے

اپنا تو انداز یہی ہے

خان خان پاکستان......

جانے یہ دنیا ہے ساری

تجھ سے ہے پہچان ہماری

تو ہی ہے ہم سب کی آن

خان خان پاکستان......

اللہ تیری عمر بڑھائے

تجھ پر اپنا کرم کمائے

رکھے تجھ کو با ایمان

خان خان پاکستان.....

☆☆☆

کنارہ تھا مگر ساحل نہیں تھا
وہ میرے پیار کا قائل نہیں تھا
سبھی بیٹھے تھے اپنے دوستوں میں
میرے جانب کوئی مائل نہیں تھا
مجھے کچھ اپنی ہی دشواریاں تھیں
زمانہ درمیاں حائل نہیں تھا
کیا تھا جس نے پہلا قتل لوگو
نہیں وہ شخص تو جاہل نہیں تھا

☆☆☆

قطعہ

میری سانسوں میں تیری حرارت رہے
میرے خوابوں میں تیری شراکت رہے
میں رہوں نہ رہوں اس جہاں میں صنم
میرے بچوں میں تیری شباہت رہے

☆☆☆

نظم

اک وہ بھی لمحہ تھا
جب میں گھر سے نکلا تھا
پاؤں ڈگمگائے تھے
ہاتھ کپکپائے تھے
پھر بھی شوق تھا دل میں
تیرے شہر آنے کا
تجھ سے بات کرنے کا
ہجرتوں کے موسم کو
وصل میں بدلنے کا
کاسۂ دل کو جب
سامنے تیرے رکھا
تیری بے رخی نے جاں

سب تباہ کر ڈالا

میں رہا سسکتا ہی

اپنی روح کے اندر

تو نے توڑ ڈالے سب

میرے پیار کے مندر

زندگی کی ناؤ کو

کس طرح چلاؤں گا

وقت کے بہاؤ میں

میں تو ڈوب جاؤں گا

اک طرف اَنا تیری

اک طرف وفا میری

دیکھنا ہے اب جاناں

کس نے مات کھانی ہے

ڈھلتی عمر ہے میری

اور تیری جوانی ہے

☆☆☆

نظم

میرے تیرے وجود کے درمیاں

جو فاصلے ہیں ہجر کے

اُن فاصلوں کی دُھول میں

اَٹے ہوئے ہیں

راستے وصال کے

نہ جانے کِس طرح سے پھر

ختم ہو گی

یہ گھڑی فراق کی

جو میرے تیرے درمیاں

کھڑی ہوئی ہے ازل سے

اک سوال کی طرح

جو حل ہوا نہیں کبھی

کسی بھی اہلِ درد سے

جواں رسیدہ مرد سے

اَب اِس سوال ناتمام کو لیے

دِل سے دِل کے میل میں

وفا کے ایسے کھیل میں

کوئی بھی سُرخرو نہیں

جو کہہ سکے یقین سے

کہ مَیں ہوا ہوں بامُراد

کِسی بھی دل نشین سے

☆☆☆

نظم

اس سارے کھیل تماشے میں

اِنسان فقط کٹ پُتلی ہے

جو صحن چمن کے جیون میں

اِک اُڑتی پھرتی تتلی ہے

جس کے بَس میں کچھ بھی نہیں

جو بے بس ہے

تقدیر کے سخت اصولوں سے

اللہ کے بھیجے رسولوں سے

لیکن پھر بھی

اِنسان کی سرشت میں شامل ہے

اپنوں کی بیخ کنی کرنا

اِک دُوجے کے دل کو

نفرت کے پیالوں میں بھرنا
ہر اِک سے کہتے یہ رہنا
مَیں سچا ہوں وہ جھوٹا ہے
یہ کیسا گورکھ دھندا ہے
اِنسان بڑا ہی گندا ہے
خودغرضی میں اندھا ہوکر
اپنوں کا خون جلاتا ہے
اور ہر اِک سے یہ کہتا ہے
میں افضل ہوں میں اعلیٰ ہوں
میں کتنا ہمت والا ہوں
گو اندر سے یہ کالا ہے
ہر وقت یہ تاڑ میں رہتا ہے
کیسے میں دوسرے انساں کو
تکلیف کے پنجوں میں جکڑوں

☆☆☆

نظم

ہر شخص کو واپس جانا ہے
اور لُوٹ کے پھر نہیں آنا ہے
یہ کھیل تماشا ہے جھوٹا
اِک سپنا بن کر پھر ٹوٹا
ہم سب ہیں سرائے میں بیٹھے
اِک دُوجے سے ہیں یہ کہتے
تم جھوٹے ہو میں سچا ہوں
میں اپنی بات کا پکا ہوں
یہ سانس کی ڈوری کچی ہے
ہاں موت ہی سب سے پکی ہے
تم موت سے ہر دم ڈرتے رہو
اور سچ کے سوا کچھ بھی نہ کہو

☆☆☆

نظم

کیسا جیون کھیل ہے یارو

کیسا جیون کھیل

اِک پل رونا

اِک پل ہسنا

بڑا انوکھا میل

کیسا جیون کھیل ہے یارو

کیسا جیون کھیل

کوئی بوڑھا، کوئی بچہ

کوئی بُرا اور کوئی اچھا

کیسی دھکم پیل

کیسا جیون کھیل ہے یارو

کیسا جیون کھیل

حق کی بات سُنائے جو

ہو جائے اُس کو جیل

کیسا جیون کھیل ہے یارو

کیسا جیون کھیل

☆☆☆

گر ساتھ چھوڑنا ہے تو تصویر مت بنا
یادوں کو میری سوچ کی زنجیر مت بنا
اِک روز زندگی کا لمحہ روٹھ جائے گا
دُنیا کو اپنے واسطے جاگیر مت بنا
آنکھوں سے گفتگو کا یونہی سلسلہ رہے
کاغذ قلم سے پیار کو تعذیر مت بنا
اچھے خواب دیکھنا آنکھوں کی ہے خطا
آنکھوں کے ہر خیال کو تعبیر مت بنا
یہ ٹھیک ہے کہ مجھ میں بڑے عیب ہیں امین
لیکن میری وفاؤں کو تقصیر مت بنا

☆☆☆

ہماری بے قراری بڑھ رہی ہے
فضا میں تابکاری بڑھ رہی ہے
زمانہ کس طرح پائے گا قابو
بہت بے روز گاری بڑھ رہی ہے
کوئی بھی گھر میں نہ محفوظ ہو گا
شہر میں آہ و زاری بڑھ رہی ہے
کسی معصوم چہرے پہ نہ جانا
جہاں میں ہوشیاری بڑھ رہی ہے
زمیں محدود ہوتی جا رہی ہے
بڑی آبادکاری بڑھ رہی ہے

☆☆☆

رفاقتوں میں بڑی تشنگی سی لگتی ہے
تمہاری گفتگو کیوں اجنبی سی لگتی ہے
ملا ہے تم کو وہی جس کی آرزو کی تھی
تمہاری آنکھ میں پھر کیوں نمی سی لگتی ہے
یہ روز روز کا ملنا اُداس کر دے گا
ہمارے دل میں بڑی بے کلی سی لگتی ہے
نشہ ہے تیری محبت کا اس قدر جاناں
بِنا پیئے ہی ہمیں بے خودی سی لگتی ہے
تمہارے آنے سے سب کچھ بدل گیا ہے امین
چراغ زیست میں اب روشنی سی لگتی ہے

☆☆☆

کام مشکل ہے پر یہ کام کرو
ہر کسی کا تم احترام کرو

پھول گلشن میں کھلنے والے ہیں
زخم سہنے کا اہتمام کرو

کون جیتا ہے حشر ہونے تک
کوئی تو شام میرے نام کرو

زندگی نے مجھے سزا دی ہے
میرے مرنے کا انتظام کرو

امین زندگی سوچنے کا محور ہے
سوچ پر تم بھی کچھ قیام کرو

☆☆☆

بچھڑ کے تجھ سے میرا دل اُداس ہے اَب تک
تو مجھ سے آ کے ملے گا یہ آس ہے اَب تک
گئی رُتوں میں کھِلے پیار کے کنول دیکھے
بس اِک یادِ حسیں میرے پاس ہے اَب تک
میرے وجود کا جُز بن گئیں تیری یادیں
میرے وجود کو تنہائی راس ہے اَب تک
کبھی تو وہ بھی محبت کو میری مانے گا
میرے خلوص سے جو ناشناس ہے اَب تک
محبتوں میں جو اُجڑیں بسا نہیں کرتے
امین دل میں لکھا اقتباس ہے اَب تک

☆☆☆

وہ رُخ اپنا بدلتے جا رہے ہیں
جو ملنے سے مجھے گھبرا رہے ہیں
زمانہ مجھ سے تم کو چھین لے گا
جہاں والے مجھے سمجھا رہے ہیں
یہ مانا میں نہیں ہوں ان کے قابل
وہ میرے خواب میں جو آ رہے ہیں
محبت کی صنم راہیں کٹھن ہیں
مگر ہم ہیں کہ بڑھتے جا رہے ہیں
نہ دینا تم مجھے اُلفت میں دھوکا
تمہیں جاناں یہ ہم بتلا رہے ہیں

☆☆☆

جب انہیں ہم سے محبت ہو گئی
اس جہاں میں اپنی شہرت ہو گئی
وہ تو ڈرتے ہیں مگر ہم کیا کریں
اُن سے ملنے کی جو عادت ہو گئی
میری باتیں سُن کے وہ کہتے ہیں یہ
شاید ہم سے آپ کو کوئی شکایت ہو گئی
پیار کرنے والوں کو نہ دیں سزا
اب پرانی یہ روایت ہو گئی
آج اُس نے پیار سے اپنا کہا
مہرباں پھر ہم پہ قسمت ہو گئی
پھولوں کے بدلے ہمیں کانٹے ملے
کس خوشی میں یہ عنایت ہو گئی

☆☆☆

شاخ پہ کلی جیسے کھِلتی ہے
زندگی ایک بار ملتی ہے
ساتھ دو گے یا چھوڑ جانا ہے
کیا مرضی تمہارے دل کی ہے
جب بھی یاد تیری آ جائے
چاندنی رات بھر پگلتی ہے
نام لیتے ہو جب بھی جانے کا
میرے ہونٹوں سے آہ نکلتی ہے

☆☆☆

اپنے ساتھی بکھر گئے جیسے
شام ہوتے ہی گھر گئے جیسے
تیرے بخشے ہوئے سبھی گھاؤ
ایسے لگتا ہے بھر گئے جیسے
ہم کچھ اس طرح سے زندہ رہے
زندگی میں ہی مر گئے جیسے
تیرے جانے سے مجھے ایسے لگا
شاخ سے پتے جھڑ گئے جیسے

☆☆☆

ٹوٹی ہوئی کشتی کو کنارے نہیں ملتے
تم چھوڑ گئے جب سے سہارے نہیں ملتے
نظروں سے ملیں نظریں دل دل سے ملے ہیں
قسمت کو کہوں کیا میں ستارے نہیں ملتے
ہم روز نکلتے ہیں تیری دیدِ طلب میں
پر کیا کریں آنکھوں کو نظارے نہیں ملتے
اس دنیا فانی کی محبت کے عوض میں
دشمن تو بہت ملتے ہیں پیارے نہیں ملتے

☆☆☆

بیتے لمحوں کی ہر یاد سُہانی ہے
تم چھوڑ گئے ہم کو یہ بات پُرانی ہے
ویسے تو نہ ہم جاتے اس دنیا فانی سے
راہوں میں محبت کی اب جان گنوانی ہے
پھولوں کی جگہ ہم نے کانٹے ہی سمیٹے ہیں
یہ اپنی محبت ہے یہ پریم کہانی ہے
جذبوں کی کہانی میں لفظوں میں نہ کہہ پاؤں
تم دیکھو میری جانب آنکھوں سے سُنانی ہے

☆☆☆

روح سے جسم جُدا سا لگتا ہے
میرا رب مجھ سے خفا سا لگتا ہے
وعدہ کر کے میں بھول جاتا ہوں
تیرا شکوہ بجا سا لگتا ہے
جی میں آتا ہے اُسے سجدہ کروں
کبھی کبھی مجھے وہ خدا سا لگتا ہے
آپ کے یوں چھوڑ جانے سے
زندہ رہنا سزا سا لگتا ہے

☆☆☆

میری نظروں میں تیری کتنی مکرم ذات ہے
ایسا لگتا ہے کہ تو میرے ہی دل کی بات ہے
تم وفا کی راہ میں پاؤ گے مجھ کو ہم سفر
تم کو ہو مشکل کوئی آواز دینا سات ہے
تیرے جانے سے مجھے ہر سُو اندھیرا ہی لگے
تو نہ مل پایا اگر، تو دن بھی میرا رات ہے
کس قدر مضبوط ہیں اپنے اِرادے کیا کہوں؟
ہوں کٹھن راہیں تو کیا ہاتھوں میں تیرا ہاتھ ہے
تیرا ملنا میری قسمت میں لکھا لگتا نہیں
کھیلنے سے پہلے ہی مجھ کو یہ بازی مات ہے

☆☆☆

رہی حیات تو میں یہ بھی کام کر دوں گا
میں اپنی جان بھی اب تیرے نام کر دوں گا
نہ میں ملوں گا تمہیں اس جہان کے ڈر سے
جہاں کہیں بھی ملو گے سلام کر دوں گا
تیرے وجود سے جو مجھ کو راحتیں پہنچیں
میں کیسے ان کو زمانے میں عام کر دوں گا
جو تم ملو گی کہیں دھوپ کی تمازت میں
تمہاری زلفوں کے سائے میں شام کر دوں گا
تمام عمر تیرے انتظار میں گزری
اس انتظار کو میں اب تمام کر دوں گا

☆☆☆

غلط تھیں باتیں مگر اعتبار میں نے کیا
تمام عمر تیرا انتظار میں نے کیا
کوئی بھی مانتا تجھ کو نہ تھا زمانے میں
تیرے لیے ہی یہ سب کاروبار میں نے کیا
حقیقتیں تو کسی کو بھی سچ نہیں لگتیں
یہ جانتا تھا مگر تم سے پیار میں نے کیا
میں جانتا تھا کہ تو مجھ سے روٹھ جائے گی
اس لیے ہی نہ جشن بہار میں نے کیا
سبھی کو وصل کی خوشیاں ہوئیں نصیب مگر
تمہاری یاد میں دل بے قرار میں نے کیا

☆☆☆

کتنے حسین لوگ نظر سے گزر گئے
آنکھوں کے راستے میرے دل میں اُتر گئے

وعدے تو اُس نے مجھ سے کیے تھے بہت مگر
ٹوٹے کچھ اس طرح سے کہ موتی بکھر گئے

اچھا ہوا کہ تم نے مجھے غم زدہ کیا
اس طرح میرے دل کے زخم تو نکھر گئے

ہر راستے میں مجھ کو تمہارا گماں رہا
واہمے تھے میرے دل کے نہ جانے کدھر گئے

ایسا کسی کے ساتھ نہ کوئی حادثہ ہوا
سوچے تھے جتنے ہم نے وہ ارماں بکھر گئے

☆☆☆

کبھی اِدھر بھی کچھ قطرے وفا کے تم گرا دینا
کہیں ایسا نہ ہو کہ راستے میں تم دغا دینا
میں تیرے واسطے بیٹھا رہوں گا اس توقع پر
اگر آنا ہوا مجھ کو تو آ کے بتا دینا
یہی ہے آرزو میری کہ خود کو وقف میں کر دوں
اگر ایسا نہ ہو پائے تو تم آ کے سزا دینا
میں تم کو روز جاتے دیکھ کر خاموش رہتا ہوں
میں تم سے پیار کر سکتا ہوں مجھ کو یہ بتا دینا

☆☆☆

باحیا سی لڑکی

باحیا سی لڑکی تھی
بے وفا بھی لگتی تھی
ہونٹ پہ تبسم تھی
کچھ خفا بھی لگتی تھی
اس کی باتوں میں مجھ کو
اک سرور ملتا تھا
اور اداؤں میں اس کی
اک غرور ملتا تھا
زندگی میں اس سے جو
ایک بار ملتا تھا
پھر دوبارہ آ کے وہ
اس سے ضرور ملتا تھا

جب ملا تھا میں اس سے
کچھ گلہ تھا اس سے
روشنی بھی مدھم تھی
زندگی بھی کم کم تھی

ان اندھیرے راہوں میں
وہ ہی میری ہمدم تھی
ایک دن اسے میں نے
کہ دیا تھا باتوں میں
تم چھپی ہو صدیوں سے
میرے دل کے خانوں میں
ہو سکے اگر ممکن! رنگ آ کے بھر دو تم
ان اداس راتوں میں
چہرے پہ مجھے اس کے
ایک دھنک نظر آئی
پیار کی محبت کی
اک جھلک نظر آئی

اور پھر اداسی کی

ایک گھٹا سی لہرائی

پیار تو وہ کرتی تھی

پر جہاں سے ڈرتی تھی

میرے ساتھ چلنے میں

ہاں نہیں وہ کرتی تھی

مجھے کو کچھ تھی مجبوری

ہم میں ہوگئی دوری

آرزو جو دل کی تھی

ہو سکی نہ وہ پوری

☆☆☆

اپنے رنگ وچ رنگ لے مینوں
جتھے جاویں سنگ لے مینوں
ہولی ہولی مردا جاواں
اک واری ڈنگ لے مینوں
ہورے مرضی رب دی کی اے
مر نہ جاواں منگ لے مینوں

☆☆☆

کیوں نہ آنکھوں کو نم کیا جائے
تجھ کو خود میں نہ ضم کیا جائے
کتنا عرصہ رہیں گے تنہا یوں؟
فاصلہ کچھ تو کم کیا جائے

☆☆☆

بکھر رہی ہے میری ذات اُس سے کہہ دینا

بڑی کٹھن ہے میری رات اس سے کہہ دینا

تمہاری گود میں سَر رکھ کہ میں نے سونا تھا

نہ پوری ہو سکی یہ بات اُس سے کہہ دینا

میں اپنے آپ ہی پسپا ہوا محبت میں

ہوئی نہیں ہے مجھے مات اُس سے کہہ دینا

گر تمہاری ذات کی جانب اُٹھی کوئی اُنگلی

میں کاٹ دوں گا وہی ہاتھ اُس سے کہہ دینا

تعلقات میں یوں بے رخی نہیں اچھی

کبھی تو بدلیں گے حالات اُس سے کہہ دینا

شکست

لو کھیل وفا کا ختم ہوا
لُو ہم نے بازی ہاری ہے
جس لڑکی سے تھا پیار ہمیں
وہ لڑکی اب بھی پیاری ہے
اس سارے قصے میں اُس کا
ہاں رَتی کے برابر دوش نہیں
کیوں ہم سے سب کچھ پوچھتے ہو
ہم کو تو اپنا ہوش نہیں
اس کھیل میں ایسا ہوتا ہے
جو دل دے دے وہ روتا ہے
اَب اپنا بھی یہ حال ہُوا
دِل چلنا بھی دشوار ہُوا
خوابوں کے دریچے بند ہوئے

لو ہم بھی ضرورت مند ہوئے
اُس بھولی صورت کی خاطر
جو وعدہ وفا نہ کر پائی
ماحول کی چکی میں پس کر
حالات کے ہاتھوں دفن ہوئی
لو اپنی کہانی اب یارو
اس موڑ پہ آ کے ختم ہوئی
کوئی بھی یہاں دلدار نہیں
دِل دینے کو تیار نہیں
یہ پیار کا دھندہ جھوٹا ہے
یہ جیون پھندا جھوٹا ہے
ہر اک سے رشتہ ٹوٹا ہے
ہر اک سے رشتہ ٹوٹا ہے

حق پبلی کیشنز
A-2 سید پلازہ چیٹر جی روڈ اُردو بازار لاہور
Ph:042-37220631 Cell:0300-9422434